بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۳۵

روزنامہ الفضل قادیان

ایڈیٹر: غلام نبی —— یوم چہار شنبہ

جلد ۳۰ | ۲۷ ماہ ہجرت ۱۳۲۱ ہش | ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۱ھ | ۲۷ ماہ مئی ۱۹۴۲ء | نمبر ۱۲۰

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۵ ماہ ہجرت ۱۳۲۱ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق آج دس بجے شب کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کو کل سے اسہال کی وجہ سے آج ضعف کی شکایت رہی۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دُعا فرمائیں ٭

حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کو بدن میں درد کی تکلیف ہے۔ حضرت ممدوحہ کی صحت کاملہ کے لئے دُعا فرمائی جائے۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب آج لاہور تشریف لے گئے۔

مولوی فاضل کا امتحان آج ختم ہو گیا۔ احباب طلباء کی کامیابی کے لئے دُعا فرمائیں ٭

روزنامہ الفضل قادیان —— ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۱ھ

مولوی محمد علی صاحب اپنے ادعا کا ثبوت پیش کریں

مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین اس بات کے عادی ہیں۔ کہ اپنے کسی ادعا کو تقویت دینے کے لئے دوسرے کی طرف بلا دریغ ایسی بات منسوب کر دیتے ہیں جس کا اس کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہیں ہوتا۔ اور جب اس کا ثبوت مانگا جائے۔ تو ایسی خاموشی اختیار کر لیتے ہیں کہ خواہ ہزار بار یاد دلایا جائے۔ کوئی جواب نہیں دیتے۔ جناب مولوی صاحب نے حال ہی میں اپنے ایک مضمون میں طنزاً حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق لکھا ہے کہ "خلیفہ اعتراضات کا جواب نہیں دیا کرتا" "یہ شان خلافت سے بعید ہے" اور ایک دوسرے مضمون میں یہ بیان کیا ہے۔ کہ:۔

"خلیفہ صاحب ایک بات تو کہہ دیتے ہیں۔ مگر جب اس پر اعتراض کیا جائے۔ تو اس کا کوئی جواب نہیں دیتے"

لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب خود جو کچھ کہتے ہیں۔ اس کے متعلق جب کچھ پوچھا جائے۔ تو کلیتہً خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔ مثلاً ایک عرصہ ہوا۔ انہوں نے بڑے شد و مد کے ساتھ اپنے عقائد کی تائید میں یہ بات پیش کی تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے۔ میں اپنا جو الہام خلاف شرع پاتا ہوں۔ اسے کھنگار کی طرح پھینک دیتا ہوں" لیکن جب اس کے متعلق گزارش کی گئی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کہاں لکھا ہے۔ تو باوجود اس کے کہ آج تک بیسیوں دفعہ اس مطالبہ کو دوہرایا گیا ہے۔ بالکل خاموش ہیں۔ اتنا بھی تو نہیں کہتے۔ کہ ان سے غلطی ہو گئی۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتنا بڑا افترا کر کے برابر اس پر جمے ہوئے ہیں۔ اور کوئی ثبوت نہ رکھتے ہوئے جمے ہوئے ہیں۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ مولوی صاحب ایک بات تو کہہ دیتے ہیں۔ مگر جب اس پر اعتراض کیا جائے۔ تو اس کا جواب نہیں دیتے۔ نہ اپنی غلطی تسلیم کرتے ہیں ٭

اسی طرح انہوں نے بڑے دعوے کے ساتھ یہ بیان کیا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے۔ کہ قادیان میں پانچ سو منافق ہیں۔ اور پھر اس پر بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مضحکہ اڑاتے رہے۔ لیکن جب اس کا حوالہ طلب کیا گیا۔ تو ایسے دم بخود ہوئے۔ کہ آج تک ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکے۔ کیا اب مولوی صاحب اس کا جواب دیں گے۔ یا انہی کے الفاظ میں یہ کہا جائے۔ کہ "امیر اعتراضات کا جواب نہیں دیا کرتا" کیونکہ یہ شان امارت سے بعید ہے"

اسی قسم کے بیسیوں مطالبات ہیں جو بار بار مولوی صاحب کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ مگر انہوں نے کبھی جواب نہیں دیا۔ حال میں جو مضامین ان کے جواب میں شائع ہو رہے ہیں۔ ان میں بھی بہت سے مطالبات ان سے کئے جا رہے ہیں۔ لیکن امید نہیں کہ مولوی صاحب ان میں سے کسی کا بھی جواب دیں۔ آج ان کے ایک تازہ ادعا کی بناء پر ایک نیا مطالبہ ان کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اگر پہلے نہیں۔ تو اب اپنے الفاظ کو پیش نظر رکھ کر جو انہوں نے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق کئے۔ اس کا جواب ضرور عنایت کریں ٭

مولوی صاحب نے خان بہادر میاں محمد صادق صاحب کی کھلی چٹھی کے جواب میں جو مضمون نہایت مشتعل ہو کر لکھا۔ اور جس میں اپنے لئے سب سے زیادہ رنج کی بات یہ قرار دی ہے۔ کہ "وہ کھلی چٹھی اور اس سے پہلے مضامین بھی انہوں نے قادیانیوں کی مدد سے چھپوائے اور وہی ان کے کرتا دھرتا بنے رہے۔ اور وہی سب خرچ کرتے رہے"

(پیغام صلح ۲۰ مئی)

اگر خان بہادر کوئی ایسے آدمی تو ہیں نہیں جنہیں اتنا بھی معلوم نہ ہو۔ کہ مضمون کس طرح چھپوایا جاتا ہے۔ وہ ایک معزز عہدہ پر معین رہے اور پھر "پیغام صلح" میں ان کے کئی مضامین شائع ہوئے۔ کیا ان کے لکھنے میں مولوی صاحب انہیں مدد دیا کرتے تھے۔ اور ان کے کرتا دھرتا بنے رہتے تھے۔ اگر نہیں، تو اب مولوی صاحب نے کیونکر سمجھ لیا۔ کہ خان بہادر کسی کی مدد کے بغیر اور کسی کو کرتا دھرتا بنائے بغیر نہ کچھ لکھ سکتے ہیں۔ اور نہ چھاپ سکتے ہیں۔ باقی رہا یہ کہ میاں صاحب کے مضامین کے چھپوانے کا سب خرچ قادیانی کرتے رہے ہیں۔ اس کے متعلق ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب اس بات کا ثبوت پیش کریں۔ اگر انہوں نے دیانتداری سے یہ بات لکھی ہے۔ اور اپنے پاس ثبوت رکھتے ہوئے لکھی ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ جبکہ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ مولوی صاحب کا یہ ادعا بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ وہ اپنا ثبوت پیش نہ کریں لیکن اگر انہوں نے یہ بات بھی اسی طرح کہہ دی ہے جس طرح پہلے کہنے کے عادی ہیں۔ تو پھر کم از کم انہیں اتنا تو مان لینا چاہئیے۔ کہ قادیانیوں پر یہ الزام کسی ثبوت کی بناء پر نہیں لگایا گیا۔ بلکہ سابقہ عادت سے مجبور ہو کر لگایا ٭

دراصل مولوی صاحب نے یہ اپنے ماتھے سے اس داغ کو دھونے کی ناکام کوشش کی ہے جو ان کی انجمن کے جنرل سکرٹری خان بہادر میاں محمد صادق صاحب نے ان الفاظ میں لگایا ہے۔ کہ "آپ نے خلیفہ صاحب قادیان کے خلاف الزامات کی تشہیر میں ہمیشہ اخلاقی اور مالی مدد کی ہے۔ اور قسم بالتفصیل سے جو مدد حکیم عبدالعزیز کو آپ کی طرف سے اس کام کے لئے دی جاتی رہی۔ اس سے آپ حلفاً کبھی انکار نہیں کر سکتے"

مولوی صاحب اس کی تو تردید کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ اور طول و طویل جواب میں اس کا ذکر تک نہ کر کے انہوں نے ثابت کر دیا۔ کہ وہ ہمیشہ ایسے لوگوں کی مالی اور اخلاقی امداد کرتے رہے ہیں۔ جو حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خلاف فتنہ برپا کرنے کی انتہائی کوشش کرتے رہے۔ لیکن اس کا مقصد

۳۱ مئی تک چیکوں کے ذریعہ بھی روپیہ داخل ہو سکتا ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچہزاری فوج کے سپاہی اس کوشش میں مصروف عمل ہیں۔ کہ ۳۱ مئی تک اپنا وعدہ سو فی صدی مرکز میں داخل کر دیں تا وہ اپنے پاک امام کے ارشاد کی تعمیل کرنے والے بن جائیں۔ چنانچہ جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ مولوی عبدالمغنی خان صاحب نے فرمایا کہ میں اپنا ۳۱۵ روپیہ کا وعدہ ۳۱ مئی تک داخل کر دوں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ خدا کے فضل سے اور اس کی توفیق سے مولوی صاحب شروع تحریک سے ہی ہر سال چندہ بڑھاتے رہے ہیں۔ سال ہشتم میں آپ کا وعدہ ۳۱۵ روپیہ آپ کی ایک ماہ کی آمدنی سے بھی بقدر ۲۵ فی صدی اضافہ کے ساتھ ہے۔

مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے مئی کے دوسرے ہفتہ میں ہی اپنا وعدہ پورا کر دیا تھا۔ مگر اب آپ نے اپنے وعدہ میں ۱۵ روپیہ کا اضافہ کر کے اسے بھی ادا کر دیا ہے جزاھم اللہ احسن الجزاء

تحریک جدید کے ہر مجاہد کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ جس طرح بھی ہو سکے گا۔ اس کا وعدہ ۳۱ مئی ۴۲ء تک مرکز میں سو فی صدی داخل ہو جائے۔ کیونکہ ۳۱ مئی کے بعد تحریک جدید کے مرکزی تبلیغی فنڈ کی قسط ادا ہونی ہے۔ احباب کو یاد رہے کہ ۳۱ مئی تک چیکوں کے ذریعہ چندہ داخل کیا جا سکتا ہے۔ مگر چیک محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام کا ہو۔ اور اسم وار تفصیل چیک کے ساتھ ہو۔ فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

افکار دردمندانہ

بار بار آتی ہے یادِ رخِ محبوب مجھے
جس کی ہر ایک ادا دل سے ہے مرغوب مجھے

مال کیا جان بھی حاضر ہے بصدقِ اخلاص
کہ رضا ان کی ہے ہر حال میں مطلوب مجھے

امن و راحت میں ہو توفیقِ عبادت یارب
اور مصائب میں عطا کر مسلکِ ایوب مجھے

مانگتا رہتا ہوں انعمت علیہم کی دعا
نہ بد اعمال بنا دیں کہیں مغضوب مجھے

دین و دنیا میں عطا ہوں حسناتِ حسنیٰ
عفو نسیان و خطا کاری سے موہوب مجھے

سب گلستانوں میں پھولے گی پھلے گی آخر
احمدیت جو نظر آتی ہے اک دوب مجھے

دل اسے موجبِ صد عزّ و شرف سمجھے گا
آستانے کی ملے خدمتِ جاروب مجھے

بچتا رہتا ہوں گناہوں سے کہ تا ایسا نہ ہو
نگہِ یار میں کر دیں کہیں معتوب مجھے

ساقیا جامِ سفالی میں بھی کچھ گُل والی
کہ یہ تند اور بہت تلخ ہے مرغوب مجھے

ہر قدم راہِ ہدایت پہ چلے اے اکمل
کرتے ہیں مہدیٔ اسلام سے منسوب مجھے

سونگھڑہ علاقہ اڑیسہ میں جلسہ مورخہ ۲۹، ۳۰، ۳۱ مئی ۱۹۴۲ء کو سونگھڑہ میں تبلیغی جلسہ منعقد ہوگا۔ مرکز سے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ مہاشہ محمد عمر صاحب اور گیانی عباداللہ صاحب کو بھیجا گیا ہے۔ ارد گرد کی جماعتیں شامل ہو کر فائدہ اٹھائیں۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قرآنی تلوار ایک بہادر کے دست و بازو کی محتاج ہے

"قرآن شریف اس ذوالفقار تلوار کی مانند ہے جس کے دو طرف دھاریں ہیں۔ ایک طرف کی دھار مومنوں کی اندرونی غلاظت کو کاٹتی ہے۔ اور دوسری طرف کی دھار دشمنوں کا کام تمام کرتی ہے۔ مگر پھر بھی وہ تلوار اس کام کے لئے ایک بہادر کے دست و بازو کی محتاج ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یتلوا علیہم ایاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب پس قرآن سے جو تزکیہ حاصل ہوتا ہے۔ اس کو اکیلا بیان نہیں کیا۔ بلکہ وہ نبی کی صفت میں داخل کر کے بیان کیا۔ یہی سبب ہے کہ خدا تعالیٰ کا کلام یوں ہی آسمان سے کبھی نازل نہیں ہوا۔ بلکہ اس تلوار کو چلانے والا بہادر ہمیشہ ساتھ آیا ہے۔ جو اس تلوار کا اصل جوہر شناس ہے۔ لہٰذا قرآن شریف پر سچا اور تازہ یقین دلانے کے لئے اور اس کے جوہر دکھلانے کے لئے اور اس کے ذریعہ اتمام حجت کرنے کے لئے ایک بہادر کے دست و بازو کی ہمیشہ حاجت ہوتی رہی ہے۔ اور آخری زمانہ میں یہ حاجت سب سے زیادہ پیش آئی۔ کیونکہ دجالی زمانہ ہے اور زمین و آسمان کی باہمی لڑائی ہے۔" (نزول المسیح صفحہ ۹۱)

بیعتِ خلافت

بحضور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خاکسار کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی بیعت کی توفیق ملی۔ اور چھ سال تک اس بیعت کے عہد پر قائم رہا۔ پھر وہ خطرناک وقت آیا۔ جبکہ حضور ممدوح کی وفات پر جماعت میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور بدقسمتی سے ہمارے اکثر دوستوں کو جو ٹھوکر لگی۔ تو میں بھی اس سے بچ نہ سکا۔

بحمداللہ کہ اب مجھے انشراح صدر ہو گیا ہے۔ اور خداوند کریم نے اپنے فضل سے مجھے بصیرت عطا فرمائی ہے۔ کہ حضور واقعی خلیفہ برحق ہیں۔ میں درخواست کرتا ہوں۔ کہ حضور مجھے اپنی بیعت کی عزت عطا فرمائیں۔ اور میرے لئے دعا فرمائیں۔ نیز میرے دوستوں کے لئے بھی جو میری طرح راہ راست سے بھٹک گئے تھے دعا فرمائیں کہ ان کو بھی اللہ تعالیٰ بصیرت عطا فرمائے۔ اور وہ بھی خلافت کے برکات سے فائدہ اٹھائیں۔

طالب دعا۔ خاکسار پنشنر جلالی خان بقلم خود محلہ کشمیری سیالکوٹ شہر

مقامی درس میں احباب کو خصوصیت سے شریک ہونا چاہیئے

نظارت تعلیم و تربیت کی ہدایت کے ماتحت جماعتوں میں قرآن کریم۔ حدیث شریف اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس ہوتا ہے۔ بعض جگہوں سے رپورٹ آئی ہے۔ کہ بعض احباب کام کے بہانہ سے درس میں شمولیت اختیار نہیں کرتے۔ ایسے احباب پر واضح ہو۔ کہ درس سے بے اعتنائی اور لاپرواہی بہت افسوسناک ہے۔ درس میں اللہ اور رسول کی باتوں کا تذکرہ ہوتا ہے۔ اور یہ مجالس خدا کی طرف سے مغفرت کا موجب ہوتی ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی ہی مجلس کے ذکر میں فرمایا کہ فرشتے خدا کے حضور رپورٹ پیش کرتے ہیں۔ کہ اے خدا تیرے فلاں بندے تیرا ذکر کرتے ہیں۔ اور تجھ سے بخشش چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرمائے گا کیا فی الواقع وہ ایسا کرتے ہیں۔ فرشتے کہیں گے اے خدا فی الواقع ایسا کرتے ہیں۔ خدا کہے گا۔ کہ اے فرشتو

ہمارے ضروری کام ہمیں "وقار عمل" سے غیر حاضر نہیں کر سکتے مہتمم وقار عمل

اسلام کے جان نثار سپاہی

ایک گزشتہ پرچہ میں اختصار کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد جمع ہونے والوں کے نزدیک دُنیا میں سب سے زیادہ قیمتی چیز ان کا ایمان تھا۔ اور اسی ایمان کی بدولت وُہ ایک نہایت ہی قلیل عرصہ میں دُنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اسی ضمن میں احباب کے ایمان میں جلا پیدا کرنے والے ان کے اسلاف کے بعض اور کارنامے درج کئے جاتے ہیں :-

اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۸ پر یہ واقعہ درج ہے۔ کہ ایک صحابی حضرت سعد الاسود کم رو آدمی تھے۔ آپ کا رنگ بھی سیاہ تھا۔ اور شکل وشباہت بھی یونہی سی تھی اور یہ چیز ان کی شادی میں روک ہو گئی تھی۔ بدصورتی کی وجہ سے کوئی شخص اپنی لڑکی آپ سے بیاہنے پر رضامند نہ ہوتا انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ماجرا بیان کیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ عمرو بن وہب کے ہاں جاؤ۔ اور میری طرف سے بعد السلام علیکم کہو۔ کہ تمہیں اللہ نے تمہاری لڑکی کا رشتہ میرے ساتھ تجویز کیا ہے۔ حضرت سعد حسب ارشاد نبوی حضرت عمرو بن وہب کے مکان پر پہنچے۔ اور یہ بات بیان کی۔ مگر انہوں نے اس تجویز کو ماننے سے انکار کر دیا ان کی لڑکی اندر یہ گفتگو سُن رہی تھی۔ جب اس کے باپ نے انکار کیا۔ تو حضرت سعد واپس چل دیئے۔ مگر لڑکی اندر سے باہر آگئی۔ اور حضرت سعد کو آواز دے کر واپس بلایا۔ اور کہا۔ کہ جب ہمارے آقا نے میرے ساتھ آپ کی شادی تجویز کر دی۔ تو پھر اس میں انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔ میں اس پر بخوشی رضامند ہوں جو خدا اور اس کے رسُول کو پسند ہے اور اس تجویز کو ماننے سے انکار کی غلطی پر اپنے باپ کو بھی متنبہ کیا۔ چنانچہ وہ دربار نبوی میں پہنچا اور اپنی اس غلطی کا اقرار کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے معافی کا خواستگار ہُوا۔ اور اپنی لڑکی کا رشتہ حضرت سعد سے کرنے پر رضامندی ظاہر کی :-

یہ تو ہے اس واقعہ کا ایک پہلو۔ مگر جس پر اظہار رائے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ایک نوجوان کو بعد وقت ایک رشتہ ملتا ہے۔ اور اس سے اسے جو خوشی حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کا اندازہ مشکل نہیں۔ وُہ اُمنگوں اور آرزوؤں سے لبریز دل کے ساتھ شادی کی تکمیل کی تیاری کرتے ہیں۔ بازار سے اپنی ہونے والی دُلھن کے لئے تحائف اور سامان وغیرہ خریدنے کے لئے جاتے ہیں۔ اور عین اس وقت جب آپ اس حسین شغل میں مصروف تھے۔ منادی کی آواز کان میں پڑی جو کہہ رہا تھا۔ کہ یا خیل اللہ ارکبی وبالجنۃ ابشری۔ یعنی اے خدا کے سپاہیو! جہاد کے لئے سوار ہو جاؤ۔ اور جنت کی بشارت پاؤ۔ اس آواز کے سُنتے ہی تمام اُمنگیں۔ تمام آرزوئیں اور سارے ولولے سرد پڑ گئے۔ کہاں کی شادی اور کہاں کی تیاری۔ جہاد کا شوق رگوں میں جوش مارنے لگا۔ اور اسی روپیہ سے جو بیوی کے لئے تحائف خریدنے کے لئے لائے تھے۔ گھوڑا۔ تلوار اور نیزہ وغیرہ خرید کیا۔ سر پر عمامہ باندھا۔ اور مجاہدین کے لشکر میں جا شامل ہُوئے۔ وہاں سے میدان جنگ میں پہنچے۔ اور بڑھ بڑھ کر داد شجاعت دینے لگے۔ ایک موقعہ پر گھوڑا ذرا اڑا۔ تو نیچے اتر آئے۔ اور پا پیادہ تیغ زنی کرنے لگے حتےٰ کہ درجہ شہادت پایا۔ اور تو عروس سے ہم آغوش ہونے کے بجائے عروس تیغ سے ہم کنار ہو گئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہُوئی۔ تو لاش پر تشریف لائے۔ آپ کا سر گود میں رکھ لیا۔ دُعا فرمائی۔ اور تمام سامان مرحوم کی منسوبہ کو بھجوا دیا :-

جنگ بدر میں دو کم سن بچوں کا واقعہ عام طور پر مشہور ہے۔ مگر اسے جتنی بار بھی پڑھا جائے۔ لذت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور ایمان میں ترقی۔ اور صحابہ کرام کی بے جگری۔ جہاد فی سبیل اللہ میں انہماک اور دلچسپی۔ نیز اسلام پر مجنونانہ فدائیت اور پروانہ وار قربان ہو جانے کی خواہش کے تذکرہ میں اسے نظر انداز کرنا ناانصافی ہے۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف بیان کرتے ہیں۔ کہ جنگ بدر میں جب مجاہدین صف آرا ہوئے تو میں نے اپنے دائیں بائیں نظر ماری تو دونوں طرف دو انصاری نوعمر لڑکے کھڑے دیکھے۔ میں نے خیال کیا۔ کہ میرے دونوں پہلو کمزور ہیں۔ اس صورت میں میں کیا جنگ کر سکوں گا۔ ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا۔ کہ ان میں سے ایک نے اپنے راز دارانہ رنگ میں کہ گویا وُہ دُوسرے پر ظاہر نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔ مجھ سے آہستہ سے دریافت کیا۔ کہ وُہ ابوجہل کون ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھ دیا کرتا تھا۔ میں نے اسے قتل کرنے کا عہد اپنے خدا سے کیا ہے۔ میں نے ابھی اس کے سوال کا جواب نہ دیا تھا۔ کہ دوسرے لڑکے نے بھی بالکل اسی انداز میں اور یہی سوال کیا۔ اور ان بچوں کے اس بلند ارادہ نے مجھے ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ اور میں ایک لمحہ کے لئے سوچنے لگا۔ کہ کیا یہ بچے اپنے خیال کو پورا کر سکتے ہیں۔ اور ابوجہل کو جو قریش کے بڑے بڑے نامی اور مسلح پہلوانوں کے حلقہ میں ہے قتل کر سکتے ہیں۔ مگر پھر بھی میں نے ہاتھ کے اشارہ سے ان کو ابوجہل کا پتہ دے دیا۔ ابھی میں نے اشارہ ہی کیا تھا۔ کہ وُہ دونوں بالکل اسی طرح اس پر جھپٹے۔ جس طرح باز اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔ اور پہرہ داروں کی صفوں کو چیر کر ابوجہل پر جا پڑے۔ اور ایسی پھرتی سے کام لیا۔ کہ قبل اس کے کہ پہرہ دار ہوشیار ہوں۔ ابوجہل کا نعوذ سر زمین پر تھا۔ عکرمہ جیسا سپاہی بھی اپنے باپ کی گارد میں تھا۔ مگر اسے نہ بچا سکا۔ تاہم حملہ آوروں میں سے ایک پر حملہ کیا۔ اور تلوار کا ایسا ہاتھ مارا۔ کہ ان کا بازو لٹک گیا مگر آفرین ہے۔ اس جوان مرد پر کہ اس قدر شدید زخم کھا کر بھی میدانِ جہاد سے پیچھے نہیں ہٹا۔ بلکہ لٹکتے ہُوئے بازو کو پاؤں کے نیچے دبا کر الگ کر دیا۔ اور بدستور جہاد میں مصروف رہا :-

ایرانیوں کے ساتھ جب مسلمانوں کی جنگوں کا سلسلہ شروع ہُوا۔ تو ایک دفعہ اسلامی لشکر نے ایک مقام انبار کا محاصرہ کیا۔ اس کے ایرانی حاکم نے شہر کی حفاظت کا خوب انتظام کیا تھا فصیل کے باہر خندق تھی۔ جب محاصرہ نے طول کھینچا۔ تو حضرت خالد بن ولید نے مجاہدین اسلام کو حکم دیا۔ کہ بڑھ کر قلعہ پر حملہ کریں۔ کمزور اور دُبلے اونٹ ذبح کر کے خندق میں ڈال دیئے گئے اور اس طرح گویا پل بن گیا۔ مسلمان اس پر سے گزرنے لگے۔ دوسری جانب سے دُشمن تیروں کی بارش برسا رہا تھا مگر ان سرفروشوں کے لئے یہ بارش چنداں درخور اعتنا نہ تھی۔ اس سے بے نیاز ہو کر بڑھنے لگے۔ تیر اندازی سے نقصان کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ ایک ہزار مسلمانوں کی آنکھیں ضائع ہو گئیں۔ مگر یہ دلاوران بڑھتے گئے۔ اور موت سے کھیلتے ہُوئے فصیل پر جا چڑھے۔ اور نصرت الٰہی سے شہر میں فاتحانہ شان سے داخل ہُوئے :-

ان دو واقعات پر ہی بس نہیں۔ تاریخ اسلام کے صفحات ایسے ہزاروں لاکھوں واقعات سے بھرپور ہیں۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں حیرت انگیز انقلاب کا موجبات کے متلاشی ان کو پڑھ کر اپنے سوال کا جواب حاصل کر سکتے ہیں۔ اور ہماری جماعت کے احباب بھی بآسانی معلوم کر سکتے ہیں کہ انہیں اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے کس سپرٹ اور کس جان بازی اور دلاوری کی ضرورت ہے اور سچ تو یہ ہے۔ کہ ایسی فدائیت اور جان بازی کے بغیر کامیابی کی امید رکھنا فضول ہے

کیا مولوی محمد علی صاحب اب بھی ویسے ہی صالح ہیں جیسے پہلے تھے

از ابو البرکات جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی

بارہا غیر مبائعین نے یہ بات پیش کی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشف میں مولوی محمد علی صاحب کو صالح کہا گیا ہے۔ اور جسے خدا صالح کہے۔ وہ غیر صالح کیونکر ہو سکتا ہے۔ غیر صالح تو مبائعین ہیں جو ایک مستند صالح کو غیر صالح قرار دیتے ہیں۔ اس کا جواب بھی سائلین اور معترضین کو بارہا دیا گیا ہے۔ جسے اگر وہ توجہ سے سمجھنا چاہتے۔ تو معقول جوابات معقول پسند طالب حق کے لئے کافی ہو سکتے تھے۔ اب بھی قریب کے ایام میں بعض غیر مبائعین کو یہ سوال پیش کرنے پر کئی طرح سے جواب دیا گیا۔ جسے ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے۔ شائد کسی سعید کو اس سے فائدہ پہونچے۔

حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کے کشف کے الفاظ جن میں مولوی محمد علی صاحب کی نسبت صالح کا لفظ استعمال ہوا ہے حسب ذیل ہیں۔ مولوی محمد علی کو فرمایا میں کہا۔ آپ بھی صالح تھے۔ اور نیک ارادہ رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔"

(البدر جلد ۲ نمبر ۲۹ جون سنہ ۱۹۰۶ء)

اس عبارت میں بعض الفاظ قابل غور ہیں۔ خصوصاً جن پر خط کھینچا گیا ہے۔

مستقبل میں تغیر کی اطلاع

(۱) لفظ آپ کے ساتھ لفظ بھی مولوی محمد علی صاحب کے سوا دوسرے احمدی اصحاب کے صالح ہونے کا بھی اظہار کرتا ہے۔ ہاں صالح کے لفظ کے ساتھ تھے کا لفظ اور فقرہ نیک ارادہ کے ساتھ لفظ رکھتے تھے۔ مولوی صاحب کے آئندہ کے تغیر حال پر دلالت کرتا ہے۔ اور جب صالح ہونے کی حالت میں تغیر پیدا ہوگا۔ تو صالحانہ حالت کے خلاف ہوگا۔ ماضی کے زمانہ کی صالحانہ حالت اور نیک ارادہ کے بالکل خلاف وقوع میں آنے والا ہوگا۔ اور لفظ آؤ سے مولوی صاحب کے اس جانے کی طرف اشارہ تھا۔ جو ایک طرف تو مولوی صاحب ہجرت کو توڑ کر قادیان سے لاہور چلے گئے۔ اور دوسری طرف مرکز اور مرکزی تعلقات سے علیحدگی اختیار کرنے سے صالح سے غیر صالح بن جانا تھا۔ نیز وہ نیک ارادہ جو مرکز میں دینی نظام کے ماتحت خدمات سلسلہ کے متعلق دل میں تھا۔ اور ماضی میں عملاً ظاہر کیا جاتا تھا۔ اسے مرکز سے الگ ہو کر لاہور جا کر بدل دینا تھا۔ پس جہاں مولوی محمد علی صاحب کی نسبت صالح کا لفظ ان کے ماضی کے صالحانہ حالات پر دلالت کرتا ہے۔ وہاں دوسرے الفاظ زمانہ مستقبل کے تغیرات پر دلالت کرتے ہیں۔

وحی میں کبھی موجودہ حالت کا ذکر ہوتا ہے

خدا کی وحی میں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی کی موجودہ حالت کے لحاظ سے ذکر ہوتا ہے۔ نہ یہ کہ خدا تعالےٰ کی وحی کی مراد غیر متبدل طور پر ملحوظ ہوتی ہے۔ مثلاً میر عباس علی صاحب لدھیانوی جنکی وقتی مخلصانہ حالت کے لحاظ سے خدا نے اپنی مقدس وحی کے ذریعہ اپنے مقدس بندہ کو خبر دی کہ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء یعنی میر عباس علی کے موجودہ وقت کی فطرتی حالت ایسی ہے۔ جیسی کہ وحی کے الفاظ سے پتہ ملتا ہے۔ لیکن آخر اسے ایسا ابتلاء پیش آ گیا۔ کہ اس کی وہ پاک حالت مرتدانہ حالت سے تبدیل ہو گئی۔ حالانکہ مولوی محمد علی صاحب کی نسبت میر عباس علی کی نسبت جو پُر بشارت الفاظ وحی الٰہی کے ہیں۔ وہ بدرجہا شان اور مرتبہ میں بڑھے ہوئے ہیں۔ اور مقابلۃً دیکھا جائے تو میر عباس علی کی نسبت جو وحی ہے۔ اس میں اصل اور ثابت کے الفاظ اور فرعھا فی السماء کا فقرہ وقتی حالت کے لحاظ سے ایک کامل حالت اور استقامت کے مرتبہ پر دلالت کرتا ہے جس کے مقابل مولوی محمد علی صاحب کی صالحانہ حالت خدا کے نزدیک ابھی نیک ارادہ تک ہی پہونچ سکی تھی۔ پس میر عباس علی کے ارتداد کے بالمقابل مولوی محمد علی صاحب کا تغیر کوئی بڑی بات نہیں۔ جس کے متعلق وحی کے الفاظ سے دھوکہ کی راہ پیدا کی جا سکے۔ قرآن کریم میں ان الذین اٰمنوا ثم کفروا ثم اٰمنوا ثم کفروا آیا ہے جس سے وقتی حالات کے مطابق ایمان اور کفر کی بار بار حالت بدلنے سے انسان مومن بننے کے بعد کافر اور کافر ہونے کے بعد پھر مومن بھی ہو سکتا ہے۔ اور آیت ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم کے رو سے خدا کا ایک قانون یہ بھی ہے۔ کہ انسان کی طرف سے جس طرح کی بھی تبدیلی رونما ہوتی ہے اس کی جزا و سزا میں خدا کے قانون کے ماتحت بھی تبدیلی ہوتی ہے۔ پس مولوی محمد علی صاحب کا صالح سے غیر صالح ہونا ان کے اپنے اندر کی تبدیلی کے باعث ہے اور اگر آپ اپنی طبیعت کو پھر سابقہ حالت کی طرف پلٹا دیں۔ تو پھر وہی صالح حالت خدا کے فضل سے پیدا ہو سکتی ہے ؎

صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

عقائد میں تبدیلی سے حالت بدل گئی

مولوی محمد علی صاحب کا صالح ہونا حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی شان حکمیت کی تسلیم اور موافقت میں ہے نہ کہ تکذیب اور مخالفت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کی طرف سے موجودہ زمانہ کے اختلافات کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے حکم ہو کر تشریف لائے۔ اور آپ نے اپنے حکم ہونے کے متعلق جس ادب اور احترام کا مطالبہ فرمایا۔ وہ آپ کی کتاب الھدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ کے صفحہ ۸۹ پر حسب ذیل الفاظ میں درج ہے

ان الاٰراء المتفرقۃ تشابہ الطیر الطائرۃ فی الھواء۔ والحکم یشابہ الحرم الاٰمن الذی یؤمن من الخطاء فکما ان الصید حرام فی الحرم الکرام لارض اللہ المقدسۃ۔ فکذلک اتباع الاٰراء المتفرقۃ واخذھا من اوکار الفوقی الدماغیۃ حرام مع وجود الحکم الذی ھو معصوم وبمنزلۃ الحرم من حضرات العزۃ بل یقتضی مقام الادب ان تعرض کل امر علیہ۔ ولا یؤخذ شیئ الا من یدیہ یعنی لوگوں کی متفرق رائیں ان پرندوں کی طرح ہیں جو ہوا میں ادھر ادھر اڑتے پھرتے ہیں۔ اور میں جو خدا کی طرف سے مسیح موعود کی حیثیت سے بشان حکمیت مبعوث کیا گیا ہوں۔ میرا حکم ہونا خدا کے حرم سے مشابہ ہے۔ جو ہر طرح سے مقام امن ہے۔ اور حکم بھی حرم کی طرح سے جو خطا سے مامون ہے اور دوسروں کو بھی خطا سے امن اور امان بخشنے والا ہے۔

پس جیسے حرم مقدس میں شکار کھیلنا۔ اور حرم کے ادب سے الگ ہو کر شکار کھیلنے کے شغل میں لگنا ممنوع اور حرام ہے۔ ایسا ہی حکم کی موجودگی میں جو خدا نے عزیز سے معصوم اور بمنزلہ حرم مقدس ہے متفرق راؤں کی پیروی کرنا جن کا ماخذ قواد ماغیہ ہے حرام ہے۔ بلکہ مقام ادب اس بات کا مقتضی ہے۔ کہ ہر ایک امر خدا کے مقرر کردہ حکم کے سامنے پیش کیا جائے۔ اور جو چیز بھی بطور فیصلہ اخذ کی جائے۔ خدا کے حکم کے ہاتھوں سے اخذ کی جائے۔

پھر ضمیمہ تحفہ گولڑویہ طبع سوم کے صفحہ ۲۷ میں فرماتے ہیں:۔

"جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے۔ وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھیراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا۔ اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا۔ اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں" اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس شان اور مرتبہ کا مقام حکمیت جو حضور اقدس نے اپنی نسبت ظاہر فرمایا۔

اگر مولوی محمد علی صاحب کا صالح اور غیر صالح ہونا یہ کہا جائے ۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کی حالت اور عقائد بدل چکے ہیں ۔ تو یقیناً اس تبدیلی سے اگر آپ پہلے صالح تھے ۔ تو اب غیر صالح ہیں ۔ اور اگر پہلے غیر صالح تھے ۔ تو اب صالح بن گئے

پہلی اور موجودہ حالت میں فرق

(بی) مولوی محمد علی صاحب کے سابقہ حالات جس نے مشاہدہ کئے ہیں جبکہ آپ کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت اور آپ کے مولد اور مسکن قادیان دارالامان کی محبت اور مخلصانہ محبت ہر وقت جوش زن رہتی تھی اور جس کی وجہ سے آپ اپنی موجودہ کوٹھی کے مقابل مسجد مبارک کے بالکل "تنگ حجرہ" سے زیادہ مسرت اور فرحت محسوس کیا کرتے تھے ۔ اور سلسلہ کے مرکز سے علیحدگی کو اپنے لئے سخت ناگوار اور باعث صد رنج والم اور موجب صد کرب و قلق سمجھا کرتے تھے اور آپ کے قلب صالح میں یہی نیک ارادہ ہر وقت لازم ملزوم کے طور پر محرک رہتا کہ مسیح پاک کے دعویٰ نبوت کی اشاعت اور سلسلہ کی خدمت میں عمر عزیز گذار دی جائے ۔ وہ کیا ہی عجیب عاشقانہ اور مخلصانہ اور صالحانہ حالت کا مبارک سماں اور بابرکت وقت تھا ۔ اس وقت اگر مولوی صاحب کے سامنے اس حیات مسیح کے پیارے اوقات میں کوئی لاہور کا شخص مفت کبھی موجودہ کوٹھی سے بڑھ کر کوٹھی پیش کر کے آپ کو مسیح اور مرکز مسیح سے الگ کرانا چاہتا ۔ یا آپ کی نبوت اور رسالت کا انکار کرانا چاہتا ۔ یا آپ کی اولاد کے حق کوئی بے ادبی کا کلمہ منہ سے نکلوانا چاہتا ۔ یا پلاش کے الہامی کلمہ کی تشریح جو مسیح کے بلا باپ ہونے کے متعلق تحفہ گولڑویہ میں فرمائی گئی ۔ آپ سے اس کے خلاف مسیح کے باپ کا عقیدہ منوانا چاہتا ۔ تو مجھے یقین ہے ۔ کہ اس وقت کی صالحانہ حالت آپ کو کبھی اس بات کی اجازت نہ دیتی ۔ کہ آپ ان امور کے خلاف دل میں وہم تک آنے دیتے ۔ لیکن اب یہ حال ہے ۔ کہ آپ کا دل بدل گیا ۔ اور ہر عقیدہ جس کی پہلے آپ کی طرف سے بار بار اشاعت ہوتی تھی وہ

بھی بدلا ۔ مسیح پاک کی محبت اور عظمت اور موافقت کی جگہ عداوت محمود سے مخالفت پر مخالفت کا سلسلہ لمبا ہوتا گیا ۔ اور اب قادیان کی طرف آنے والے زائرین کو جیسے پہلے غیر احمدی علماء اور غیر مسلم روکا کرتے اور مزاحم ہوا کرتے ۔ آج خدا کے مقدس مسیح کے مقدس مرکز سے جو شعائر اللہ اور آیات اللہ کا بھی مرکزی مقام ہے ۔ مولوی محمد علی صاحب اور دوسرے غیر مبایعین سرتوڑ کوششوں کے ساتھ روکتے رہتے ہیں پس اگر مولوی صاحب کی پہلی حالت اور موجودہ حالت میں نمایاں فرق ہے ۔ اور پہلی حالت جو مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ حیات کی آخری وقتوں کی سی نہیں ہے ۔ اور اس وقت کی اعتقادی اور عملی حالت اور طرح سے تھی اور اب کچھ اور طرح سے ہے ۔ تو ضرور ہے کہ اس تخالف سے یا پہلی حالت مولوی صاحب کی صالحانہ ہو یا موجودہ ۔ یا تیسری بات یہ ہو کہ مولوی صاحب کے نزدیک یہ تخالف ہی مسلّم نہ ہو ۔ اور وہ اپنی پہلی یا موجودہ حالت کو باوجود سخت تخالف کے ایک سی محسوس کرتے ہوں ۔ سو ہم بہ ادب مولوی صاحب سے عرض کرتے ہیں ۔ کہ کیا جناب بتا سکتے ہیں ۔ کہ قادیان کی مرکزی زندگی اور لاہور کی موجودہ زندگی آپ کے نزدیک ایمان اور حلاوت ایمان اور مسیح پاک اور مسیح پاک کے اہلبیت کی محبت اور مرکز کی محبت آپ کے دل میں اب بھی ویسی ہی ہے جیسی کہ پہلے تھی ۔ اور حضرت مسیح پاک کی شان حکمیت کی پیش کردہ تعلیم اور احکام مخصوصہ جن کی مولوی صاحب مسیح پاک کے زمانہ میں آپ کی نبوت اور مسیح اسرائیلی علیہ السلام کی ولادت بلاباپ کے متعلق اپنی تحریروں میں اپنے عقائد کے مطابق شائع فرماتے رہے ۔ اب بھی اسی نہج پر عمل پیرا ہیں ۔ اور اگر یہ محسوس کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں ۔ کہ آپ کی اعتقادی اور عملی حالت مسیح پاک کی تعلیم کے منشاء کے سخت خلاف ہے اور آپ کے نزدیک بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والے گمراہ ۔ اور حضرت مسیح پاک کی مبشر اولاد بھی گمراہ ہے تو ان مابہ الامتیاز معیاروں کے رو سے بھی آپ صالح ہونے کے بعد غیر صالح ثابت ہیں ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال

جماعت احمدیہ کا آپ کی نبوت پر اجماع

(ا) چونتیس برس قبل ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوا ۔ جماعت احمدیہ پر وہ وقت سخت نازک تھا ۔ دل خدا کے آستانہ پر گر گئے ۔ اور روح القدس کا نزول ان قدوسیوں پر ہوا ۔ تب خدا نے گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیا ۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر سب کو جمع کر دیا ۔ ۱۹۱۴ء میں خلافت ثانیہ کے موقعہ پر غیر مبایعین (لاہوری پارٹی کے افراد) مرکز سلسلہ سے الگ ہو گئے ۔ مگر وہ آج تک مانتے ہیں ۔ کہ جماعت کے جو عقائد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں یا خلافت اولیٰ کے وقت میں تھے وہ درست تھے ۔ ان پر اتمام حجت کی خاطر ذیل میں جماعت احمدیہ کا حضور کی نبوت پر وہ اجماع پیش کیا جاتا ہے ۔ جو سانحۂ ارتحال کے معاً بعد جماعت احمدیہ نے کیا ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تدفین سے پیشتر کل جماعت نے حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو اپنا پیشرو اور حضور کا جانشین و خلیفہ اول تسلیم کر کے آپ کی بیعت کی (اخبار بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء) ۱۹۰۸ء میں ساری جماعت کا سلسلہ احمدیہ میں خلافت کے وجود پر اجماع ہونا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ساری جماعت نے بانی سلسلہ علیہ السلام کو نبی یقین کر لیا تھا ۔ جناب مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں :۔ "۱۹۱۴ء میں حضرت مرزا صاحب اپنی وفات کے چھ سال بعد کس طرح مدعی نبوت بن گئے ؟ صرف اس لئے کہ آپکا صاحبزادہ خلیفہ بن چکا تھا اور خلیفہ کو ایک نبی کی ضرورت تھی ۔" (اشتہار ۸ ستمبر ۱۹۲۱ء)

اس اقتباس کا مطلب یہ ہے ۔ کہ جماعت احمدیہ میں کسی کو خلیفہ مانا نہیں جا سکتا جب تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی تسلیم نہ کیا جائے ۔ کیونکہ "خلیفہ کو ایک نبی کی ضرورت" ہے ۔ اب ہمارا استدلال یوں ہے ۔ کہ چونکہ کل جماعت احمدیہ نے ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے دوسرے ہی دن حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مان کر ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی ۔ اس لئے ثابت ہوا ۔ کہ جماعت احمدیہ نے پہلا اجماع اسی بات پر کیا ۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی ہیں ۔ اور آپ کے بعد سلسلہ خلافت جاری ہے

(۲) اس عملی اجماع کی تائید میں ایک تحریر اور ایک تقریر ایسی پیش کرتا ہوں ۔ جن میں سے ہر ایک خود ایک رنگ کے اجماع کی حیثیت رکھتی ہے ۔ اور غیر مبایعین کے نزدیک مسلّم اور بالکل درست ہے ۔ اوپر ذکر ہو چکا ہے ۔ کہ جماعت احمدیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تدفین سے پیشتر خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے حضور علیہ السلام کی نبوت پر مہر کر دی ۔ اب دیکھئے دفن سے فارغ ہو کر اسی دن جناب مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے اپنے قلم سے رجسٹر دفتر مقبرہ بہشتی میں کیا اندراج کیا ۔ ان کے الفاظ مع عکس عبارت حسب ذیل ہیں

حضور مسیح موعود اور مہدی مسعود جو مصداق تھے ہم سوروحانیہم فی الجنۃ کے تھے اور بہشتی مقبرہ میں حضرت اقدس کو بموجب حدیث لم یقبض نبی قط حتی یری مقعدہ فی الجنۃ یعنے کبھی کوئی نبی قبض روح نہیں کیا گیا یہانتک کہ اسکی زندگی میں مقبرہ بہشتی بنا یا وہ دیکھ لیتا ہے ہوا اور دو تین سال قبل وفات یہ مقبرہ حضور علیہ السلام کے

بحالت کشف اور الہام میں دیکھ لیا تھا لہٰذا اگرچہ وفات آپکی لاہور میں ہوئی لیکن بحکم حدیث موت غربۃ شہادۃ کے اسی مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے فقط محررہ ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء

"حضور مسیح موعود اور مہدی معہود جو مصداق مجدّھم بدرجاتھم فی الجنۃ کے تھے۔ اور یہ مقبرہ بہشتی حضرت اقدس کو بموجب حدیث لم یقبض نبی قط حتیٰ یری اللہ مقعدہ فی الجنۃ یعنی کبھی کوئی نبی قبض روح نہیں کیا گیا۔ یہاں تک کہ اس کی زندگی میں مقبرہ بہشتی اپنا وہ دیکھ لیتا ہے۔ لہٰذا اور دو نیم سال قبل وفات یہ مقبرہ حضور علیہ السلام نے حالت کشف اور الہام میں دیکھ لیا تھا۔ لہٰذا اگرچہ وفات آپ کی لاہور میں ہوئی لیکن بحکم حدیث موت غربۃ شہادۃ کے اسی مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے۔ فقط محررہ ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء۔"

ناظرین کرام غور فرمایئے۔ کس قدر واضح تحریر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام چونکہ نبی تھے اور حدیث لم یقبض نبی الخ کے مطابق ضروری تھا۔ کہ آپ کو آپ کا بہشتی مقبرہ دکھایا جاتا۔ سو وہ دکھایا گیا۔ اور آپ اسی میں مدفون ہوئے۔ اس تحریر کی روشنی میں رہتی دنیا تک بہشتی مقبرہ کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کو ثابت کرتا رہیگا۔ شائد اسی حکمت ایزدی کے تقاضا کے ماتحت حضور کی نبوت کا انکار کرنے والوں نے اپنی وصایا منسوخ کرادیں۔ تا وہ یہاں دفن نہ ہوں۔

۳۔ آخر میں جناب مولوی محمد علی صاحب کی اپنی تقریر کا اقتباس دیا جاتا ہے۔ جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد احمدیہ بلڈنگس کی مسجد میں پہلی تقریر کی۔ آیت اھدنا الصراط المستقیم کی تفسیر میں کہا:۔

"مخالف خواہ کوئی ہی معنے کرے۔ مگر ہم تو اسی پر قائم ہیں۔ کہ خدا نبی پیدا کرسکتا ہے۔ صدیق بنا سکتا ہے۔ اور شہید اور صالح کا مرتبہ عطا کرسکتا ہے۔ مگر چاہیئے مانگنے والا۔"

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام بایں الفاظ بیان کیا ہے کہ

"ہم نے جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ وہ صادق تھا۔ خدا کا برگزیدہ اور مقدس رسول تھا۔ پاکیزگی کی روح اس میں اپنے کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔"

(اخبار الحکم ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء صفحہ ۹)

ساری جماعت کے عملی اجماع، مولوی محمد احسن صاحب مرحوم کی تحریر اور مولوی محمد علی صاحب کی تقریر کے بعد کون کہہ سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی نہ تھے۔ اور حضور کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا۔ یہ تینوں شہادتیں حضرت اقدس کے وصال کے چند گھنٹے یا چند دن بعد پیدا ہوئی ہیں۔ اس لیئے کسی احمدی کو ان کے تسلیم کرنے سے انکار نہیں ہوسکتا۔ غیر مبایع بھائیو! یہ درست ہے کہ حضرت اقدس کے دعوئے نبوت کو سنکر غیر احمدی خوش نہیں ہوسکتے۔ مگر کیا آپ لوگ بھی اُن کی خاطر اس کا انکار کردیں گے۔ اور جماعت احمدیہ کے اس قدر واضح اجماع کو پس پشت پھینک دینگے؟ اللہ تعالےٰ آپ کو حق کی طرف رجوع کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ابو العطاء، جالندھری

سچائی کا قیام

(۱)

خدا کا ایک جلیل القدر اور برگزیدہ بندہ، آج سے کئی صدیاں قبل، دنیا کے ایک ریگستانی علاقہ میں ایک ٹیلہ پر چڑھا۔ اس عظیم الشان انسان کے پاس ایک مقدس امانت تھی جسکا حق وہ ادا کرنا چاہتا تھا۔ اس نے اپنی بستی کے مختلف قبائل کے لوگوں کو ایک ایک کا نام لیکر بلایا۔ اور جب سب جمع ہو گئے تو اُن کے سامنے یوں گویا ہوا:۔

اے میرے ہم وطن بھائیو! اگر میں تم سے یہ کہوں۔ کہ اس پہاڑی کے عقب میں ایک خوفناک دشمن لشکر جرّار لے کر تم پر حملہ کرنے کی غرض سے آرہا ہے۔ تو کیا تم مجھے سچا جانو گے؟ سننے والوں نے یک زبان ہو کر کہا۔ ہاں ہم تیری بات کو ہر حالت میں سچی جانیں گے۔ اور اگرچہ اس جانب سے آج کوئی لشکر نہیں آسکتا۔ کہ آج دن بھر ہمارے چرواہے اسی میدان میں رہے ہیں اور ہمیں اُن کی طرف سے کسی خطرہ کی اطلاع نہیں ملی۔ اور نہ ہی کسی اور ذریعہ سے کسی خطرہ کے امکان کی خبر پہنچی ہے۔ لیکن ہم تیری بات کو سچا ہی جانیں گے کیونکہ ہم نے تجھے ہمیشہ سچا پایا ہے۔ یہ سچائی کی برکات کا ایک ابتدائی کرشمہ تھا۔ کہ سب لوگ ایک صادق کی خاطر اپنے تجربات کے خلاف ظاہری امکانات کے خلاف زندہ شہادتوں کے خلاف اور واقعات کے خلاف ایک ایسی بات کو بھی ماننے کے لیئے تیار ہو گئے۔ جو کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ آسکتی تھی۔ یہ عرب لوگ تھے۔ مکہ کا شہر تھا۔ اور یہ انسان خدا کا مقدس نبی فخر موجودات، سرور کائنات، حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہ وسلم تھا۔ خدا کے ہزاروں ہزار درود اور سلام اس پر ہوں۔ اس مقدس انسان کی زندگی سچائی کا پیکر تھی جس کی سچائی سے اپنے اور بیگانے دنگ رہ جاتے تھے۔ اور ایسا ہوتا بھی کیوں نہ۔ جبکہ یہ انسان اس مقدس سلسلہ کا سردار تھا جس کے افراد دنیا کو سچائی کا سبق دینے کے لئے دنیا میں وقتاً فوقتاً آتے رہے۔ اللّٰھم صلی علیٰ سیدنا و مولٰنا محمّد وعلیٰ اٰل سیدنا و مولٰنا محمّد وبارک وسلم۔ انک حمید مجید۔

(۲)

خدا کا ایک اور مقدس برگزیدہ انسان اسی زمانہ میں، اسی ملک میں، ایک انگریزی عدالت میں کھڑا تھا۔ ایک دشمن مخبر نے اس کے خلاف معاندانہ آمیزش کے ساتھ رپورٹ کردی تھی۔ کہ اس نے اپنے عمل سے ایک قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حکومت کو مالی نقصان پہنچایا ہے۔ مقدمہ اپنی نوعیت میں اچھوتا تھا۔ فریق مخالف یعنی سرکار کے وکیل نے بڑے زور کیساتھ اور تکرار کے ساتھ یہ بات پیش کی۔ کہ پارسل میں خط نہیں بھیجا جاسکتا۔ اور ایسا کرنا ایک جرم ہے۔ جس کی سزا قید وجرمانہ ہے۔ ملزم سے دریافت کیا گیا۔ اس کے وکیل نے مشورہ دیا۔ کہ حضور یہ الزام ثابت نہیں ہوسکیگا۔ اس لیئے آپ کی طرف سے

محض انکار ہی مقدمہ کو خارج کرا دینے کا باعث ہو سکتا ہے۔ لیکن خدا کے اس شیر نے کہا۔ ہم سچائی کو کسی صورت میں نہیں چھوڑ سکتے۔ چنانچہ آپ نے تسلیم کر لیا۔ کہ پیکٹ میں خط ڈالا گیا ہے۔ سچائی کا یہ اظہار عدالت کو متأثر کئے بغیر نہ رہا۔ چنانچہ اس نے قرار دیا کہ بیشک ایسا کرنا جرم ہے۔ لیکن اس موقعہ پر جس بے داغ سچائی کا اظہار کیا گیا ہے۔ وہ مجبور کرتی ہے۔ کہ ہم یہ سمجھیں۔ کہ یہ جرم دیدہ دانستہ نہیں کیا گیا۔ اور آپ کو بری کر دیا گیا۔ یہ خدا کا پیارا مسیح حضرت مرزا غلام احمد قادیانی تھا جس نے انگریزی عدالت میں اس طرح سچائی کا اظہار کیا۔ خدا کے ہزاروں ہزار درود اور سلام ہوں آپ پر اور آپ کے مقدس مطاع پر۔ یقیناً یقیناً یہ سچائی کی ہی برکت تھی۔ کہ خدا کے اس مقدس برگزیدہ کی جماعت کی تعداد آج لاکھوں تک پہنچ رہی ہے۔

(۳)

خدا تعالیٰ کے ان برگزیدہ نبیوں کی زندگی کے یہ واقعات ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ ہو بتاتے ہیں۔ کہ انبیاء سچائی کا جوہر ہوتے ہیں۔ سب انبیاء جو مختلف زمانوں میں بھیجے گئے۔ اُن کی بعثت کا ایک مقصد یہ تھا۔ کہ دنیا میں سچائی قائم کی جائے۔ پس سچائی کو قائم کرنا وہ کام ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے اپنے انبیاء کے ذریعہ کرایا۔ ہم جنہیں خدا تعالیٰ نے آخری زمانہ کے نبی کی شناخت کی سعادت بخشی۔ ہم بعثت انبیاء کے اس مقصد سے غافل نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ وہ سبق ہے جو بار بار مختلف طریقوں سے دہرایا گیا۔ اور آج دنیا کو یہ سبق سکھانے کا کام ہمارے ہاتھ میں دیا گیا ہے پس ضروری اور اشد ضروری ہے۔ کہ ہم سچائی پختگی ارادہ کے ساتھ اختیار کریں۔ اور ہمارے قول و فعل میں سچائی ہی آشکار ہوتی ہو۔ کہ یہی ہمارے قیام کا باعث اور ہماری روحانی زندگی کے قرار کی شرط ہے۔

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدام الاحمدیہ کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"کوشش کرو۔ کہ تمہارا ہر ممبر سچا ہو۔ اور سچائی میں تمہارا نام اس قدر روشن ہو جائے۔ کہ خدام الاحمدیہ کا ممبر ہونا اس بات کی ضمانت ہو۔ کہ کہنے والے نے جو کچھ کہا ہے وہ صحیح ہے۔" "سچائی ایک ایسی چیز ہے۔ کہ وہ انسان کے رعب کو قائم کر دیتی ہے۔" "نوجوانوں کو سچ بولنے کی عادت ڈالو۔۔۔ ۔۔۔ اگر کوئی جھوٹ بولے۔ تو تم خود اُسے سزا دو۔" (الفضل ۱۵ مارچ ۳۹ء)

پس سچائی کی عادت قومی زندگی کے لئے بنیاد کا کام دیتی ہے۔ اور یہی بنیاد قومی ترقی میں ممد ہوتی ہے۔

(۴)

سچائی کی ضرورت اور اہمیت واضح ہے اسکے فوائد نمایاں ہیں۔ اس وقت روئے زمین پر بسنے والی اقوام کے پاس خود حفاظتی کے بہت سے ہتھیار ہیں۔ جنہیں وہ زیادہ سے زیادہ مفید اور کارگر بنا رہی ہیں۔ ہمارے ہاتھ میں سچائی کا روحانی ہتھیار ہے۔ سچائی تقویٰ کا شیریں ترین ثمر ہے۔ سچائی ہماری زندگی کی روح اور ہمارے جسم کی جان ہے۔ یہی ہمارا سہارا ہے ہم کسی صورت میں بھی اس ہتھیار کو چھوڑ نہیں سکتے۔ پس احمدی ہونے کی حیثیت میں ہمارا فرض ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے انبیاء کے اسوۂ حسنہ کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں۔ اور سچائی کے مقابلہ میں کسی چیز کی پرواہ نہ کریں۔ ہمارے سامنے سب چیزیں حقیر ہوں اگر وہ سچائی کے مقابلہ میں آئیں۔ ہمارے لئے ہر اس شے کو چھوڑنا آسان اور سہل ہو۔ جو سچائی کے راستہ میں روک بنے۔ ہم سچائی کی حفاظت کے وقت نہ اپنی جان کی پرواہ کریں۔ نہ ہم ...

"سچائی کی حفاظت کرو" (خطبہ جمعہ ۱۰ فروری ۳۹ء) خاکسار ناصر احمد انچارج تحریک جدید

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

برلن ۲۴ مئی۔ جرمن ہائی کمانڈ نے اعلان کیا ہے کہ خارکوف کے محاذ پر جرمن فوجیں پورا زور لگا رہی ہیں۔ اس علاقہ میں اس سال معمولی سے زیادہ گرمی پڑ رہی ہے۔ روسی نئے ٹینک روزانہ میدان میں لا رہے ہیں۔

چنگنگ ۲۴ مئی۔ ایک چینی اعلان میں بتایا گیا ہے کہ چین میں کیوچنگ کی بڑی سڑک کے ایک کلیدی مقام پر چینیوں نے قبضہ کر لیا ہے اور کئی اہم مقامات کی طرف پیشقدمی جاری ہے۔ مغربی چیکیانگ کے محاذ پر بھی گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے۔ آج جاپانی ہوائی جہازوں نے برما کی طرف سے آکر یونن کے صوبہ کے مغربی شہروں پر سخت بمباری کی جس سے بہت نقصان ہوا۔ "لوشان" پر بھی دشمن نے سخت بمباری کی۔

سڈنی ۲۴ مئی۔ آسٹریلین حکام نے مختلف مقامات پر چھاپے مار کر ایک سازش پکڑی ہے جس کا مقصد یہ تھا کہ سرکردہ آسٹریلینوں کو ہلاک کر دیا جائے۔ اور فوجی اہمیت رکھنے والے مقامات برباد کر دیئے جائیں۔ ۱۹ مرد اور ایک عورت کو نظر بند کر لیا گیا ہے۔ انکی سکیم یہ تھی۔ کہ اگر جاپان آسٹریلیا پر حملہ کرے۔ تو ففتھ کالم کا کام کریں۔

لنڈن ۲۴ مئی۔ آج مسٹر ایمری وزیر ہند نے ایک تقریر براڈکاسٹ کرتے ہوئے کہا کہ مشرق بعید میں ہم بعض خوبصورت ممالک سے محروم ہو گئے ہیں مگر اسکی وجہ ان ملکوں کے باشندوں کی بے وفائی یا منتظمین کی کوتاہی نہیں۔ بلکہ یہ ہے کہ ہمارا خیال تھا کہ برطانیہ کا بحری بیڑا ان ملکوں کی حفاظت کے لئے کافی ہے۔ مگر واقعات نے اس خیال کو غلط ثابت کر دیا ہے۔ ہم نے ہانگ کانگ، ملایا، اور برما وغیرہ کے لوگوں کو جنگ کے لئے تیار نہ کیا تھا۔ اور نہ ہی انہیں جنگی ٹیکس لگائے آپنے کہا۔ برمی افسروں نے کوئی غداری نہیں کی۔

لنڈن ۲۴ مئی۔ ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ جنگ کے آغاز سے اب تک رائل ایئر فورس کے ہوائی جہاز جرمنی اور اسکے مقبوضہ ممالک نیز مشرق وسطیٰ میں ۷½ ہزار حملے کر چکے ہیں۔ جو ۲۳۴۱۲ مقامات پر کئے گئے۔ ماہ فروری ۱۹۴۲ء کے اواخر تک برطانی بمبار تیس لاکھ میل سے زیادہ پرواز کر چکے ہیں۔

لنڈن ۲۴ مئی۔ انقرہ کے پولٹیکل حلقوں سے اطلاعات موصول ہو رہی ہیں کہ جرمن فوجی حلقوں کی کوشش یہ ہے کہ اگر کرچ کے رستہ کاکیشیا میں داخل ہونے میں انہیں کامیابی نہ ہو تو بحیرہ اسود کے جنوبی ساحل کی ٹرکش بندرگاہ پر قبضہ کر کے کاکیشیا میں پیشقدمی کی جائے۔ لیکن ٹرکش گورنمنٹ اس خطرہ سے غافل نہیں ہے۔

دہلی ۲۴ مئی۔ برما کی چینی فوجوں کے امریکن کمانڈر یہاں پہنچ گئے ہیں۔

واشنگٹن ۲۴ مئی۔ ایک جنگی اعلان میں بتایا گیا ہے کہ امریکن ہوائی جہازوں نے ۸۶۱۶ نفوس کو برما سے نکالا۔ اور پناہ گزینوں کو ایک لاکھ پونڈ وزنی خوراک بہم پہنچائی۔

ماسکو ۲۴ مئی۔ روس کے نائب وزیر اسلحہ نے ریڈیو پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اب ہم ایسے جدید اور مہلک ہتھیار بنا رہے ہیں جو دشمن کے خیال میں بھی نہیں آسکتے۔ اسوقت اسلحہ سازی کی رفتار پہلے سے کئی گنا زیادہ ہے۔

سلچر (آسام) ۲۴ مئی۔ ڈپٹی کمشنر نے میونسپل رقبہ میں رہنے والوں کو حکم دیا ہے کہ ہر گھر میں خندقیں کھود لیں۔ سلچر آسام کا مشہور شہر ہے۔ جو منی پور سے ایک سو میل مغرب میں ہے۔

واشنگٹن ۲۴ مئی۔ مسٹر کارڈل ہل وزیر خارجہ نے ایک تقریر میں عوام کو متنبہ کیا کہ بہت زیادہ خوش فہمی سے کام نہ لیں۔ اپنے ملک کی زبردست جنگی تیاریوں کو دیکھتے ہوئے بعض امریکن یہ خیال کر رہے ہیں کہ ہم بہت جلد فتح حاصل کر لیں گے۔ مگر یہ محض خوش فہمی ہے۔ ہم ایک سخت لڑائی لڑ رہے ہیں۔ اور اتحادی ممالک کے تمام باشندوں کے تعاون سے ہی کامیاب ہو سکتے ہیں۔

ماسکو ۲۴ مئی۔ ایک روسی بیان میں کہا گیا ہے کہ بحر منجمد شمالی کے قرب وجوار کے علاقوں میں بھی لڑائی شروع ہو چکی ہے اور جرمن کوشش کر رہے ہیں کہ اسی پوزیشن کو دوبارہ حاصل کر لیں جو سردیوں سے قبل انہیں حاصل تھی۔ جرمن ہائی کمانڈ نے اعلان کیا ہے کہ جھیل ایلمن کے جنوب مشرق میں بھی زبردست لڑائی ہو رہی ہے۔

لنڈن ۲۴ مئی۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اس وقت جاپانی فوجیں چین کے جنوب مشرق میں صوبہ چیکیانگ پر جو زبردست حملے کر رہی ہیں۔ انکی وجہ یہ ہے۔ کہ انہیں خطرہ ہے کہ چینی طیارے اس علاقہ کے اڈوں سے اڑکر بمباری کر سکیں گے۔

قاہرہ ۲۴ مئی۔ ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ لیبیا میں برطانیہ اور جرمنی کے گشتی دستے سرگرمی دکھا رہے ہیں۔

سرینگر ۲۴ مئی۔ الہ آباد ہائی کورٹ کے جسٹس گنگا ناتھ کشمیر وجموں سٹیٹ کے چیف جسٹس مقرر کئے گئے ہیں۔

کراچی ۲۴ مئی۔ "حروں" نے ضلع تھرپارکر کے ایک گاؤں کے پاس نہر کو کاٹ کر اس گاؤں کو غرقاب کر دیا۔ لوگوں نے تو بھاگ کر جانیں بچالیں۔ مگر مالی نقصان کئی لاکھ کا ہوا۔

احمد آباد ۲۴ مئی۔ آخر گاندھی جی نے مسٹر راجگوپال اچاریہ کی تحریک کی مخالفت کا اعلان کر دیا۔ ایک مضمون میں لکھا ہے کہ ہندوستان کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا میرے نزدیک بڑا گناہ ہے اور مسٹر اچاریہ اس گناہ میں مدد دے رہے ہیں۔ میری اور اچاریہ جی کی پوزیشن میں اتنا ہی فرق ہے۔ جتنا کھریا مٹی اور پنیر میں۔

پونا ۲۴ مئی۔ مسٹر یوسف مہر علی نے جو بمبئی کارپوریشن کے میئر اور کانگرسی سوشلسٹ لیڈر ہیں ایک تقریر میں کہا کہ گاندھی جی عنقریب ایک نئی تحریک کا آغاز کرنے والے ہیں۔ کانگرسیوں کو اسکے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ خیال ہے کہ شاید یہ تحریک پاکستان کے خلاف ہو۔

لنڈن ۲۴ مئی۔ سٹاک ہالم ریڈیو کی اطلاع ہے کہ آسٹریلین فوج آئس لینڈ میں پہنچ گئی ہے۔

لنڈن ۲۴ مئی۔ برما سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے پایا جاتا ہے کہ گذشتہ چند دنوں سے برما میں جاپانی جنگی سرگرمیوں کی رفتار کچھ مدھم پڑ گئی ہے۔ وہ کوشش کر رہے ہیں کہ چینی فوج کو بڑی فوج سے علیحدہ کر دیں۔

لنڈن ۲۴ مئی۔ روسیوں کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ اگر جرمنوں نے خاکنائے کرچ میں سے پانچ میل چوڑے سمندر کو عبور کر کے کاکیشیا پر بڑھنے کی کوشش کی۔ تو بحیرۂ اسود کا روسی بیڑا شدید مزاحمت کرے گا۔

لنڈن ۲۴ مئی۔ جرمنی کے ایک شہر مین ہائم کے چودہ باشندوں کو نازی حکام نے موت کی سزا دی ہے۔ ان پر الزام یہ تھا کہ وہ کمیونسٹ خیالات رکھتے تھے اور غیر ملکی ریڈیو سنتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی میں اندرونی گڑبڑ پیدا ہو چکی ہے۔

بمبئی ۲۴ مئی۔ گاندھی جی نے اپنے اخبار ہریجن میں حُروں کی سرگرمیوں کے انسداد کے لئے یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ سندھ اسمبلی کے کانگرسی ممبر اسمبلی سے باہر آجائیں۔ اور پُرامن فوج بنا کر حُروں کے علاقوں میں بس جائیں۔ اللہ بخش وزارت بھی مستعفی ہو جائے۔ اور کانگرس کا ایک وفد پیر پگاڑو سے مل کر درخواست کرے۔ کہ وہ اپنے مریدوں کو اس سے روکیں۔

دہلی ۲۴ مئی۔ یہاں باخبر حلقوں کی رائے ہے کہ جون کے پہلے ہفتہ میں ڈیفنس کا محکمہ بھی کسی ہندوستانی ممبر کے حوالہ کر دیا جائیگا۔ آنریبل سر محمد ظفراللہ خانصاحب یا سکندر حیات خانصاحب کو ہندوستان کی طرف سے جنگی وزارت میں شامل کیا جائے گا۔ وائسرائے کی اگزیکٹو کونسل کو مکمل طور پر ہندوستانی بنانے کی تجویز بھی جنگی وزارت نے مان لی ہے۔ غالباً ڈاکٹر امبیدکار اچھوتوں کی طرف سے اور سر جوگندر سنگھ سکھوں کی طرف سے شامل کر لئے جائیں گے۔ اور اس وقت جو دو یورپین ممبر ہیں۔ ان میں سے سر ریجنالڈ میکسویل کو ڈپٹی گورنر جنرل اور سر ریمن کو وائسرائے کا مالی مشیر بنا دیا جائیگا۔

لاہور ۲۴ مئی۔ ملک خضر حیات خانصاحب وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ نے ریڈیو پر تقریر کرتے ہوئے عوام سے اپیل کی۔ کہ اے۔ آر۔ پی میں بھرتی ہوں۔ جو لوگ بھرتی نہ ہوں گے۔ ان سے روپیہ لے کر تنخواہ دار ملازم رکھ لئے جائینگے یہ افواہ غلط ہے کہ جو لوگ اس میں شامل ہونگے انہیں فوج میں بھرتی کر لیا جائے گا۔

واشنگٹن ۲۴ مئی۔ لارڈ ہیلی فیکس اگست میں پانچ ہفتہ کیلئے انگلستان جائینگے۔ تین ہفتہ آن ڈیوٹی اور دو ہفتہ رخصت ہوگی۔

لاہور ۲۴ مئی۔ پنجاب یونیورسٹی نے اعلان کیا ہے کہ یونیورسٹی کی مطبوعہ یا منظور شدہ کتابوں کو مقررہ قیمت سے زیادہ پر فروخت کرنیوالوں کو کتابیں فروخت کرنے کی ممانعت کر دیجائیگی۔ اور وہ اپنی کتابوں کو بطور ٹیکسٹ بک پیش نہ کر سکینگے۔ یہ حکم ۳۱ مئی کے بعد نافذ ہوگا۔

نیویارک ۲۴ مئی۔ خلیج میکسیکو میں ایک امریکن جہاز پر کسی محوری آبدوز نے تارپیڈو مار کر اسے غرق کر دیا۔ ۲۶ اشخاص ہلاک ہوئے۔

بمبئی ۲۴ مئی۔ ایک چینی مدبر نے جنگی صورت حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔ کہ برما روڈ کے بند ہونے سے چینی خوفزدہ نہیں ہوئے۔ ہمیں پورا پورا بھروسہ ہے کہ اتحادیوں کی مدد کے بغیر ہی ہم جاپانیوں کو شکست دے سکینگے۔ مدد کا فائدہ صرف اتنا تھا کہ یہ شکست جلد دی جا سکتی۔

کراچی ۲۴ مئی۔ سندھ گورنمنٹ نے اپنے صوبہ سے چاولوں کی برآمد کی ممانعت کر دی ہے۔ البتہ اجازت لے کر بھیجے جا سکتے ہیں۔

لنڈن ۲۴ مئی۔ رائل ایئر فورس نے شمالی فرانس کے بعض فوجی ٹھکانوں پر بمباری کی۔ کئی جگہ آگ لگ گئی۔ دشمن کے ہوائی جہازوں نے جنوب مغربی انگلستان میں چند بم گرائے۔ مگر صرف تین آدمی خفیف زخمی ہوئے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی